www.emarsiya.com

چوتھا مرثیہ

درحال حضرت علی اکبر علیہ السلام

۹۷ بند

مطلع

ہے معدنِ جواہرِ مضموں زباں مری — ہنگامِ نظم بحر ہے طبعِ رواں مری
فضلِ خدا سے فکرِ رسا ہے جواں مری — نیساں کی طرح طبع ہے گوہر فشاں مری
لیل و نہار مدحِ شہِ دیں سے کام ہے
یہ مرثیہ ہدیۂ شاہِ انام ہے

اے جوشِ طبع بحرِ فصاحت رواں دکھا — اے ذہنِ تیز جوہرِ تیغِ زباں دکھا
اے عندلیبِ نطق نواسنجیاں دکھا — اے شاخِ کلک سیرِ ریاضِ جناں دکھا
سرسبز آب و رنگ سے جن کے رسولؐ ہوں
ایسے نہالِ نظم میں شاداب پھول ہوں

کھل جائیں جس کی دید سے غنچوں کی طرح دل — مثلِ ریاضِ خلد ہوائیں ہوں معتدل
کوکو ہو قمریوں کی وہ شاخوں پہ متصل — حیرت سے سروِ باغ لبِ جو ہوں پا بگل
کس حد کی مہوشانِ گلستاں کو عید ہو
نرگس کا رنگ یہ ہو کہ بس محوِ دید ہو

www.emarsiya.com

ہوں ان گلوں سے سب کے معطر مشامِ جاں گلدستۂ بہشت کا لفظوں پہ ہو گماں
رضواں کا قول ہو کہ یہ گلشن ہے بے خزاں بُو باس ایسی اور گلوں میں بھلا کہاں
ملتی ہے نظم سلسلۂ زلفِ حور میں
نہریں رواں ہیں خلد کی بین السطور میں

ہر حرف اس میں رکھتا ہے اندازِ دلبری الفاظ کی نشست ہے، بیٹھی ہے یا پری
گوہر کی طرح عیب سے ہر بیت ہے بری لیکن نہ کبر ہے مجھے اس کا نہ خودسری
رتبہ فروتنی کا جہاں میں بلند ہے
دل کو ہمیشہ خوئے تواضع پسند ہے

مداح بھی ہوں اُس کا جو تھا منکسر مزاج جس نے کہ عاجزی کو دیا خلق میں رواج
اللہ رے سخا، جو بڑھا دستِ احتیاج دی وہ انگوٹھی ملکِ یمن کا تھی جو خراج
دشمن سے بھی نہ آپ کبھی رُک کے ملتے تھے
اس اوج پر فقیروں سے جُھک جُھک کے ملتے تھے

ممکن ہو کیا بشر سے ثنائے شہِ جلیل دنیا میں جن کا کوئی نہیں ہمسر و عدیل
مشکل کشائے خلق ہیں، اُستادِ جبرئیل نفسِ نبیؐ، امامِ اُمم، وارثِ خلیل
کیا کیا شرف ملے ہیں شہِ نامدار کو
بھیجا خدا نے ان کے لیے ذوالفقار کو

ہیں اس قدر مناقبِ مولائے ذی حشم انس و جن و ملک ہوں کتابت کو گر بہم
دریا بنیں مداد اور اشجار ہوں قلم اوراقِ نُہ فلک پہ فضائل کریں رقم
ممکن نہیں کہ وصفِ علیؑ حرف حرف ہو
محشر کا دن سمیت جو لکھنے میں صرف ہو

www.emarsiya.com

لکھا ہے جب شہید ہوئے شیرِ کبریا — حق نے حسنؑ کو تاجِ امامت کیا عطا
گذرے تھے چند روز ابھی جو دشمنِ خدا — ان سے بھی پیش آنے لگے مثلِ مرتضیٰ
ایذائیں دیں لحد میں بھی روحِ بتولؑ کو
آخر کو زہر دے دیا سبطِ رسولؐ کو

بعدِ حسنؑ حسینؑ ہوئے خلق کے امام — مثلِ پدر شفیقِ اُمم مرجعِ انام
بھیجا خدا نے جن پہ سدا تحفۂ اسلام — پر اُمتِ نبیؐ نے کیا کچھ نہ احترام
پہونچائے دُکھ پہ دُکھ دل و جانِ بتولؑ کو
پانی نہ تین دن دیا سبطِ رسولؐ کو

اب اہلِ بزم حالِ شہنشاہِ دیں سُنیں — مذکورِ درد با دلِ اندوہگیں سُنیں
ظلم و جفا و جورِ سپاہِ لعیں سُنیں — صبر و رضائے مالکِ خلدِ بریں سُنیں
یہ باغیوں نے جانِ نبیؐ پر ستم کیا
پھولا پھلا ریاضِ پیمبرؐ قلم کیا

اے فکرِ نظم شکلِ غمِ جانگزا دکھا — مجلس میں شورِ نالہ و آہ و بُکا دکھا
اے طبعِ رنگِ معرکۂ کربلا دکھا — تصویرِ ماتمِ شہِ گلگوں قبا دکھا
مدِ نظر ہے ذکر شہِ کم سپاہ کا
نعرہ صریرِ کلک میں ہو آہ آہ کا

جب آسماں پہ شامِ مصیبت عیاں ہوئی — راحت مثالِ روز نظر سے نہاں ہوئی
مصروفِ اکل و شرب میں فوجِ گراں ہوئی — مغرب کی لشکرِ شہِ دیں میں اذاں ہوئی
پھولوں کی طرح تارِ مصیبت میں گُندھ گئے
اہلِ حرم کے دل صفتِ شام رُندھ گئے

www.emarsiya.com

وہ رات مثلِ قلبِ منافق جو تھی سیاہ پاتے تھے شب پرک بھی نہ مسکن کی اپنے راہ
تھا ہر طرف کو قافلۂ روشنی تباہ تھی تیرگی محیط جو ماہی سے تا بہ ماہ
ہر سمت شورِ نالۂ و فریاد و آہ تھا
ہر ایک کی نظر میں زمانہ سیاہ تھا

ضو تھی نہ ماہ میں نہ کواکب میں تھی ضیا تھی کہکشاں فلک پہ کہ مارِ سیاہ تھا
قعرِ گِل سیاہ سے تا گنبدِ سما چاروں طرف محیط تھا دورہ سواد کا
کالے تھے گل بیاض میں تھے جو بلور سے
خالی تھا قرصِ ماہِ منور بھی نور سے

اُلٹے توے کی طرح سیہ ماہتاب تھا اسود تھا مثلِ قیر کے ہر نجم پُر ضیا
ظلمات سے جو تیرگی اُس شب کی تھی سوا جیتے سے اپنے ڈر کے نکلتی نہ تھی ہوا
سر کو اُٹھاتا تھا نہ کسی جا دُھواں تلک
ساکن تھا مارے خوف کے آبِ رواں تلک

اُس شب کی تیرگی سے ہر اک جا نور تھا تنگ بدلا ہوا تھا ظلمتِ شب سے ہر اک کا رنگ
گھوڑے جو نقرئی تھے نظر آتے تھے سرنگ یہ تیرگی بڑھی کہ حلب تھا سوادِ زنگ
آنکھوں میں روشنی نہ وہ رنگِ نگاہ تھا
رومی ہر ایک صورتِ زنگی سیاہ تھا

انجم تھے یا کہ چشمۂ ظلمات کے حباب مثلِ چراغِ خانۂ مفلس تھا ماہتاب
لیلیٔ شب کا نورِ دل کے اوپر جو تھا شباب شرمندگی سے ڈالے تھا دن چہرے پہ نقاب
ہر ایک گل سیاہ تھا انجم کے باغ کا
عالم تھا شمعِ ماہ پہ دودِ چراغ کا

www.emarsiya.com

وہ رات مثلِ قلبِ منافق جو تھی سیاہ پاتے تھے شب پرک بھی نہ مسکن کی اپنے راہ
تھا ہر طرف کو قافلۂ روشنی تباہ تھی تیرگی محیط جو ماہی سے تا بہ ماہ
ہر سمت شورِ نالۂ و فریاد و آہ تھا
ہر ایک کی نظر میں زمانہ سیاہ تھا

ضو تھی نہ ماہ میں نہ کواکب میں تھی ضیا تھی کہکشاں فلک پہ کہ مارِ سیاہ تھا
قعرِ گِلِ سیاہ سے تا گنبدِ سما چاروں طرف محیط تھا دورہ سواد کا
کالے تھے گل بیاض میں تھے جو بلور سے
خالی تھا قرصِ ماہِ منور بھی نور سے

اُلٹے توے کی طرح سیہ ماہتاب تھا اسود تھا مثلِ قیر کے ہر نجم پُر ضیا
ظلمات سے جو تیرگی اُس شب کی تھی سوا حجرے سے اپنے ڈر کے نکلتی نہ تھی ہوا
سر کو اُٹھاتا تھا نہ کسی جا دھواں تلک
ساکن تھا مارے خوف کے آبِ رواں تلک

اُس شب کی تیرگی سے ہر اک جانور تھا تنگ بدلا ہوا تھا ظلمتِ شب سے ہر اک کا رنگ
گھوڑے جو نقرئی تھے نظر آتے تھے سرنگ یہ تیرگی بڑھی کہ حلب تھا سوادِ زنگ
آنکھوں میں روشنی نہ وہ رنگِ نگاہ تھا
رومی ہر ایک صورتِ زنگی سیاہ تھا

انجم تھے یا کہ چشمۂ ظلمات کے حباب مثلِ چراغِ خانۂ مفلس تھا ماہتاب
لیلیٰ شب کا زوروں کے اوپر جو تھا شباب شرمندگی سے ڈالے تھا دن چہرے پر نقاب
ہر ایک گل سیاہ تھا انجم کے باغ کا
عالم تھا شمعِ ماہ پہ دودِ چراغ کا

www.emarsiya.com

ڈھالوں سے فوجِ شام میں ظلمت جو تھی سوا کیا تاب دو قدم جو چلے کوئی بے عصا
ترکش جو منہ کو کھولے تھے بصورتِ بلا ہوش و حواس ہو گئے تھے تیروں کے ہوا
خفتان و خود الگ تھے جوانوں سے خوف میں
چلّے لپٹ گئے تھے کمانوں سے خوف میں

تھی فوجِ شام بھی جو مثالِ قمر سیاہ کوئی تھا تا بہ صدر، کوئی تا کمر سیاہ
ڈھالیں تھیں، رودِ نیل کے تھے یا بھنور سیاہ مانندِ بالِ زاغ تھے تیروں کے پر سیاہ
مثلِ سفینہ قافلۂ ضو تباہ تھا
خیمہ بھی دل کی طرح ہر اک کا سیاہ تھا

کاہی ہوا تھا سبزۂ نوخیز باغ کا ابرِ سیہ کا دامنِ گل پر گمان تھا
چلتی تھی دیکھ بھال کے گو ہر طرف صبا اس پر نہ اس کو ملتا تھا گلزار کا پتا
ہر ایک مرغِ باغ تھا ہم رنگ زاغ کا
آتش پہ گل کی دھوکا تھا دودِ چراغ کا

مثلِ سپند چرخ پہ انجم تھے روسیاہ مانندِ فلسِ ماہیِ مردہ تھا قرصِ ماہ
جاتی نہ تھی کسی کی نظر تا حدِ نگاہ اونچا ہوا تھا دل سے ہر اک کے جو دودِ آہ
تھی تیرگی محیطِ ضیائے قمر نہ تھی
اندھیر تھا، کسی کو کسی کی خبر نہ تھی

آخر کو رفتہ رفتہ گھٹی تیرگیِ شب کی بادشاہِ شرق نے خورشید کی طلب
آتے ہی اس کے بڑھ گئے تنویر کے سبب بہرِ نمازِ صبح اٹھے عاشقانِ رب
شورِ ثنا و حمدِ خدا چار سو کیا
شبنم سے گلرخانِ چمن نے وضو کیا

www.emarsiya.com

سجدے میں جھک گئیں چمنستاں کی ڈالیاں — مصروفِ حمدِ رب ہوئے مرغانِ بوستاں
ہر برگ سے جو قدرتِ معبود تھی عیاں — کرتے تھے نخل حمدِ خداوندِ دو جہاں
صنعت کو دیکھ دیکھ کے ربِّ ودود کی
تسبیح چار سمت تھی حمد و دُرود کی

آمد ہوئی سوئے چمنستاں بہار کی — نُزہت زیادہ ہونے لگی لالہ زار کی
وقتِ سحر وہ شوخیاں گُل سے ہزار کی — وہ اشتیاقِ وصل، نگاہیں وہ پیار کی
پھندے میں لاکھ طرح سے لاتی تھیں بُلبلیں
عاشق تھیں پر گُلوں کو لُبھاتی تھیں بُلبلیں

کرتے تھے ناز اور کرشمے ہزار گُل — تنتے تھے دیکھ دیکھ کے اپنا نکھار گُل
دکھلاتے تھے جو حُسن کی اپنے بہار گُل — دل بُلبُلوں کے پیستے تھے بار بار گُل
یوں ہجرِ گُل کا بُلبُلوں کو غم دو چند تھا
جینے سے انتظار میں مرنا پسند تھا

اک سمت کو وہ پھول کہ جن کا نہ تھا نظیر — وہ قمریوں کا شور، وہ ہر مرغ کی صفیر
ظاہر ورق ورق سے تھی صناعیِ قدیر — تکتا تھا حُسن کو چشمِ تحیّر سے چرخِ پیر
گردش رہے جو لاکھ برس آسمان میں
پیدا نہ ایک باغ ہوا ایسا جہان میں

وہ نغمہ سنج شاخوں پہ اک سمت کو ہزار — اک سو پرا جمائے ہوئے نخلِ میوہ دار
کہتی تھی دیکھ دیکھ کے نرگس یہ بار بار — یہ باغ ہے کہ قدرتِ خالق ہے آشکار
گلزار میں مہک جو ہر اک سو گُلوں کی ہے
جتنے ثمر ہیں اُن میں بھی خوشبو گُلوں کی ہے

www.emarsiya.com

سجدے میں جھک گئیں چمنستاں کی ڈالیاں
مصروفِ حمدِ رب ہوئے مرغانِ بوستاں
ہر برگ سے جو قدرتِ معبود تھی عیاں
کرتے تھے نخل حمدِ خداوندِ دو جہاں
صنعت کو دیکھ دیکھ کے ربِ ودود کی
تسبیح چار سمت تھی حمد و دُرود کی

آمد ہوئی سوئے چمنستاں بہار کی
نُزہت زیادہ ہونے لگی لالہ زار کی
وقتِ سحر وہ شوخیاں گُل سے ہزار کی
وہ اشتیاقِ وصل، نگاہیں وہ پیار کی
پھندے میں لاکھ طرح سے لاتی تھیں بلبلیں
عاشق تھیں پر گُلوں کو لبھاتی تھیں بلبلیں

کرتے تھے ناز اور کرشمے ہزار گُل
تنتے تھے دیکھ دیکھ کے اپنا نکھار گُل
دکھلاتے تھے جو حسن کی اپنے بہار گُل
دل بلبلوں کے پیستے تھے بار بار گُل
یوں ہجرِ گُل کا بلبلوں کو غم دوچند تھا
جینے سے انتظار میں مرنا پسند تھا

اک سمت کو وہ پھول کہ جن کا نہ تھا نظیر
وہ قمریوں کا شور، وہ ہر مرغ کی صفیر
ظاہر ورق ورق سے تھی صناعیِ قدیر
تکتا تھا حسن کو چشمِ تحیر سے چرخِ پیر
گردش رہے جو لاکھ برس آسمان میں
پیدا نہ ایک باغ ہو ایسا جہان میں

وہ نغمہ سنج شاخوں پہ اک سمت کو ہزار
اک سو پرا جمائے ہوئے نخلِ میوہ دار
کہتی تھی دیکھ دیکھ کے نرگس یہ بار بار
یہ باغ ہے کہ قدرتِ خالق ہے آشکار
گلزار میں مہک جو ہر اک سو گُلوں کی ہے
جتنے ثمر ہیں اُن میں بھی خوشبو گُلوں کی ہے

www.emarsiya.com

گردن میں طوق ڈالے ہوئے تھیں جو قمریاں
تنتے تھے دیکھ دیکھ کے کیا سرو بوستاں
گلہائے جعفری تھے جو ہمرنگ زعفراں
اور اُن کے پاس سُرخ وہ گلہائے ارغواں
تھے صنعتِ خدا کے ورق صحنِ باغ میں
پھولی ہوئی تھی جیسے شفق صحنِ باغ میں

طاؤس وہ کہ جن کے جواہر نگار پر
اور اُن میں وہ چمک کہ نہ ٹھہرے کبھی نظر
کہتے تھے اور مرغِ چمن دیکھ دیکھ کر
مینا کیا ہے کیا ورقِ آفتاب پر
وہ رنگ جس کے رنگ سے ہیں بے نصیب رنگ
بہزاد نے بھرے ہوں نہ ایسے عجیب رنگ

وہ کبک جن کی چال سے شرمائیں مہ جبیں
ناز و ادا میں مثلِ نگارانِ شہرِ چیں
ہو کر جو سامنے سے نکل جائیں وہ کہیں
آنکھیں بچھائیں زیرِ قدم سارے نازنیں
طاؤس کا چلن نہ سمائے نگاہ میں
پامال ہونے کے لیے دل رکھ دیں راہ میں

وہ قمریوں کے غول عنادل کے ہمصفیر
نغمے وہ اُن کے اور صدائیں وہ دلپذیر
مانندِ دام جو کہ دلوں کو کریں اسیر
ہوتی تھی دل کے پار ہر اک لے مثالِ تیر
زخمی کی طرح مضطرب و بے قرار تھے
صیاد و باغباں کے جگر تک فگار تھے

تھا صبح کا جو وقت، یہ تھا بوستاں کا حال
سُنبل نے عطرِ گل سے معطر کیے تھے بال
ہو ہو کے مست جھومتے تھے باغ میں نہال
سب شاد تھے کسی کو نہ تھا کچھ غم و ملال
کرتے تھے دوستی کی جو باتیں بہار سے
ہنسنے میں پھول جھڑتے تھے نخلِ انار سے

www.emarsiya.com

پچھلے سے بہرِ جنگ اُٹھی تھی سپاہِ شام آلاتِ حرب سجتے تھے سب دشمنِ امام
فارغ وظیفے سے نہ ہوئے تھے شہِ انام جو تیر لائے جنگ کا اُس سمت سے پیام
باقی دعائیں ختم کیں راز و نیاز سے
لے کر خدا کا نام اُٹھے جا نماز سے

ہتھیار سج چکے تھے جو اصحابِ باوفا عباسؑ کو کیا علمِ مرتضیٰؑ عطا
پھر میمنہ سپردِ حبیب آپ نے کیا اور میسرہ ظُہیرِ بنِ قین کو دیا
آراستہ جو لشکرِ اللہ کو کیا
سالارِ فوج اکبرِ ذی جاہ کو کیا

تیار کر چکے جو شہِ دیں سپاہ کو دیکھا نگاہِ یاس سے ہر رشکِ ماہ کو
پایا جو منحرف عمرِ رو سیاہ کو آیا دغا کا جوش ہر اک خیر خواہ کو
حق سے ادا ہوئے شہِ بدر و حُنین کے
جانیں نثار کر دیں قدم پہ حسینؑ کے

جب رن میں کام آچکے عباسِؑ باوفا مشک و عَلم بھی خیمۂ اقدس میں جا چکا
قدموں پہ شہ کے گر پڑے ہمشکلِ مصطفےٰ کہنے لگے کہ اب تو ملے جنگ کی رضا
ہو نام بعدِ مرگ بھی وہ بات چاہیئے
خادم پہ چشمِ لطف و عنایات چاہیئے

فرمایا شاہِ دیں نے کہ غربت پہ رحم کھاؤ اٹھارہ سال کی نہ ریاضت مری مٹاؤ
ہم کو شہید ہونے دو میداں میں تم نہ جاؤ اس بات کا خیال ذرا دل میں اپنے لاؤ
دن ڈھل چکا ہے اب لبِ بام آفتاب ہے
ہم پیر ہو چکے ہیں تمھارا شباب ہے

www.emarsiya.com

چپ ہو گئے یہ کہہ کے جو سلطانِ کربلا — قدموں پہ جھک کے گرنے لگا پھر وہ مہ لقا
سینہ سے اپنے شاہِ زمن نے لگا لیا — فرمایا خیر ہم نے تو دی رخصتِ وغا
مرنے کی اپنے سب کو خبر دے کے جائیے
ماں سے، پھوپی سے اذنِ وغا لے کے جائیے

خیمے کو بس رواں ہوئے اکبرؑ بچشمِ نم — دیکھا قریں پہونچ کے یہ سامانِ درد و غم
مشک و علم ہے بیچ میں اور گرد ہیں حرم — فضہ نے بڑھ کے دی یہ صدا لو ہوا ستم
خیمے میں شاہِ دیں سے رضا لے کے آتے ہیں
اب بہرِ جنگ اکبرِ ذیشاں بھی جاتے ہیں

یہ ذکر تھا کہ جو نظر آیا وہ رشکِ ماہ — قلب و جگر کو تھام کے زینبؑ نے کی اک آہ
فرمایا کیا ارادہ ہے اے میرے رشکِ ماہ — اذنِ جہاد دے چکے کیا شاہِ دیں پناہ
قلبِ حزیں کو میرے الم دینے آئے ہو
کیا اب پھوپھی سے اذنِ وغا لینے آئے ہو

ارمان میرے خاک میں بیٹا نہ یوں ملاؤ — کس دل سے میں کہوں کہ سناں تم جگر پہ کھاؤ
دنیا سے نامراد سُوئے باغِ خلد جاؤ — کیوں دُور ہو کھڑے ہوئے، نزدیک میرے آؤ
کہتی ہوں اذنِ جنگ مری جاں نہ مانگنا
زنہار مجھ سے رخصتِ میداں نہ مانگنا

اکبرؑ نے کی یہ عرض کہ اے آسماں جناب — جب سے چچا شہید ہوئے دل ہے آب آب
دادا کی روح سے ہے نہایت مجھے حجاب — محشر میں دوں گا احمدؐ و زہراؑ کو کیا جواب
میں پہلے ہوں شہیدِ شہِ مشرقین سے
تا سرخرو ہوں فاتحِ بدر و حنین سے

www.emarsiya.com

اس وقت اذنِ جنگ دیں گی حضور گر میں آپ اپنے ہاتھ سے کاٹوں گا اپنا سر
یہ سُن کے پیٹنے لگی زینبؑ بچشم تر دل بیقرار ہو گیا تھرا گیا جگر
فرمایا گو کہ ہجر بہت دل پہ بار ہے
اچھا بدھارو رن کو تمھیں اختیار ہے

کہنے کو یہ کہا پہ کلیجہ پکڑ لیا پھر بولیں میرے لال پھوپھی تم پہ ہو فدا
تنہا ہے دشمنوں میں دو عالم کا بادشاہ کیونکر بچے گا تیغوں سے زہرا کا دلربا
ہے ہے کوئی رہا نہیں یاور حسینؑ کا
چھوڑو نہ ساتھ اے علی اکبرؑ حسینؑ کا

اکبرؑ پھوپھی سے لے کے رضا آئے ماں کے پاس قدموں پہ سر جو رکھنے لگا وہ خدا شناس
ماں نے گلے لگا کے کہا یہ بدرد و یاس بیٹا خدا کے واسطے کیوں توڑتے ہو آس
کس طرح دوں اجازتِ میدانِ کربلا
اے لال پُر خطر ہے بیابانِ کربلا

کیونکر کہوں کہ رن کو سدھارو پئے وغا سنسان ہو رہا ہے مرا گھر بھرا ہوا
ماں سے پھوپھی سے ہوتے ہو اس وقت تم جدا منت سے تب شبیہ پیمبرؐ نے یہ کہا
ناشاد کو برائے خدا شاد کیجئے
اب دودھ بخشئے مجھے آزاد کیجئے

یہ کہہ کے گر پڑا جو قدم پہ وہ مہ لقا مجبور ہو کے بانو نے دی رخصتِ وغا
ہو کر وداع اور سبھوں سے بصد بکا نکلا حرم سرا سے شہِ دیں کا دلربا
بیتاب جبکہ دل ہو تو کس طرح کل پڑے
اہلِ حرم خیام سے باہر نکل پڑے

www.emarsiya.com

اس وقت اذنِ جنگ دیں گی حضور گر میں آپ اپنے ہاتھ سے کاٹوں گا اپنا سر
یہ سُن کے پیٹنے لگی زینبؑ بچشمِ تر دل بیقرار ہو گیا تھرا گیا جگر
فرمایا گو کہ ہجر بہت دل پہ بار ہے
اچھا سدھارو رن کو تمھیں اختیار ہے

کہنے کو یہ کہا پہ کلیجہ پکڑ لیا پھر بولیں میرے لال پھوپھی تم پہ ہو فدا
تنہا ہے دشمنوں میں دو عالم کا بادشاہ کیونکر بچے گا تیغوں سے زہرؑا کا دلربا
ہے ہے کوئی رہا نہیں یاور حسینؑ کا
چھوڑو نہ ساتھ اے علی اکبرؑ حسینؑ کا

اکبرؑ پھوپھی سے لے کے رضا آئے ماں کے پاس قدموں پہ سر جو رکھنے لگا وہ خدا شناس
ماں نے گلے لگا کے کہا یہ بدرد و یاس بیٹا خدا کے واسطے کیوں توڑتے ہو آس
کس طرح دوں اجازتِ میدانِ کربلا
اے لال پُر خطر ہے بیابانِ کربلا

کیونکر کہوں کہ رن کو سدھارو پئے وغا سنسان ہو رہا ہے مرا گھر بھرا ہوا
ماں سے پھوپھی سے ہوتے ہو اس وقت تم جدا منت سے تب شبیہِ پیمبرؐ نے یہ کہا
ناشاد کو برائے خدا شاد کیجیے
اب دودھ بخشیے مجھے آزاد کیجیے

یہ کہہ کے گر پڑا جو قدم پر وہ مہ لقا مجبور ہو کے بانو نے دی رخصتِ وغا
ہو کر وداع اور سبھوں سے بصد بکا نکلا حرم سرا سے شہِ دیں کا دلربا
بیتاب جبکہ دل ہو تو کس طرح کل پڑے
اہلِ حرم خیام سے باہر نکل پڑے

www.emarsiya.com

حاضر تھا در پہ خیمے کے گلگوں جھکائے سر — تسلیم کر کے شاہ کو اکبرؑ بچشمِ تر
حیدرؑ کی شان سے ہوئے گھوڑے پہ جلوہ گر — نصرت اِدھر رکاب کے تھی اور اُدھر ظفر
دی پیک نے خبر سپہِ بد نہاد کو
آتے ہیں اب شبیہِ پیمبرؐ جہاد کو

بڑھ کر پکارا شمرِ لعیں اے سپاہِ شام — رن میں تمام ہو چکا سب لشکرِ امام
کیوں بھاگتے ہو اب یہ تعجب کا ہے مقام — تم میں ہر اک ہے غیرتِ افراسیاب و سام
ہے روزِ نام و ننگ عبث یہ درنگ ہے
باقی اب ایک بیکس و مضطر سے جنگ ہے

میداں میں آئے یوں علی اکبرؑ بصد جلال — ابرو پہ بل تو غیظ سے چہرے کا رنگ لال
گھوڑے کو روک کر یہ پکارا وہ خوش خصال — لڑنا ہو جس کو سامنے آئے پئے جدال
دس لاکھ سے میں طالبِ جنگ و جدال ہوں
میں شیرِ ذوالجلال کے بیٹے کا لال ہوں

بیٹا ہوں اُس کا جو کہ ہے سلطانِ مشرقین — ہادی، امامِ عصر، محمدؐ کے دل کا چین
زہراؑ کی جان حیدرِؑ صفدر کا نورِ عین — بیکس، غریب، حاملِ رنج و بلا حسینؑ
جس کو طریقِ صبر ازل سے پسند ہے
سولہ پہر سے آبِ رواں جس پہ بند ہے

وہ یادگارِ شیرِ خدا سیدِ جلیل — دونوں جہاں میں جس کا نہیں ہے کوئی عدیل
حاجت روائے جن و بشر خلق کا کفیل — گہوارہ جس کا آ کے جھلاتے تھے جبرئیل
کونین میں نظیر نہیں جس جناب کا
چہرہ ہے جس کے سامنے زرد آفتاب کا

www.emarsiya.com

نورِ نگاہِ فاطمہؑ کونین کا امام   بحرِ کرم ہے جس کے ہے دنیا میں فیضِ عام
جس کی ولا کا بھرتے ہیں دم اتقیا تمام   لکھا ہوا ہے عرشِ معظم پہ جس کا نام
مشہور مثلِ ماہ ہے افلاک میں وہی
باقی ہے ایک پنجتنِ پاک میں وہی

دس لاکھ تم ہزار ہو لیکن کروگے کیا   چھایا ہے ابر ڈھالوں کا لشکر میں جابجا
میداں میں آئے وہ کہ جو ہو طالبِ قضا   دبکا ہے کس جگہ پسرِ سعدِ بے حیا
آئے مقابلے پہ ذرا رزمگاہ میں
شمرِ لعیں چھپا ہے کہاں اس سپاہ میں

یہ سن کے بہرِ جنگ بڑھی رن میں سب سپاہ   ڈھالیں ہوئیں بلند کہ بدلی اٹھی سیاہ
تلواروں کی چمک تھی کہ اللہ کی پناہ   تھے برچھیاں لیے ہوئے ہاتھوں میں کینہ خواہ
اک غل ہوا کہ گھیر لو نرغے میں شیر کو
تیروں سے برچھیوں سے گرا دو دلیر کو

اکبرؑ اِدھر سے چھیڑ کے اسپِ وفا شیم   پہونچے قریبِ لشکرِ بیدیں بصد حشم
کاٹھی سے جلد کھینچ کے شمشیرِ تیز دم   مثلِ خیار نیزۂ خطی کیے قلم
آئے کبھی اِدھر کبھی حملہ اُدھر کیا
لشکر کو ابنِ سعد کے زیر و زبر کیا

گہ میمنہ تباہ کیا گاہ میسرا   قلب و جناحِ فوجِ عدو میں تھا تہلکا
جس سمت کھینچ کر گئے شمشیرِ برق زا   غارت یہ صف تھی درہم و برہم تھا وہ پرا
تھا گرم دل میں موت کا بازار ہر طرف
تھے نیمجاں پڑے ہوئے دو چار ہر طرف

www.emarsiya.com

تھا ہوشیار جنگ میں سرور کا ارجمند — کاٹے یہاں پہ آ کے اگر حلقۂ کمند
کھولے وہاں پہ نیزۂ خطی کے بند بند — تیغِ ظفر پسند بھی ہر اک جگہ بلند
تھے ڈھیر تیغ و تیر و تبر کے کٹے ہوئے
ہر جا پڑے تھے گرزِ گراں سر کٹے ہوئے

تھی مثل ذوالفقار یہ تلوار بھی اصیل — بے مثل جوہروں میں تو دم خم میں بے عدیل
سمجھے ہوئے تھی فوج گراں کو بہت قلیل — جو منہ پہ چڑھ کے آیا اُسے کر دیا ذلیل
تھا کاٹ اُس کا یا غضبِ کردگار تھا
جس پر گری وہ قلزمِ ہستی کے پار تھا

یکتائے دہر، قاتلِ عالم، زباں دراز — خود جس کو اپنی شوخی و ناز و ادا پہ ناز
خونِ نجس بہانے سے دم بھر نہ آئے باز — بے رحم و تند خو و ترش رو و سرفراز
مالک جو اس کا چاہے تو یہ ایک بات میں
چشمہ ملا دے موت کا آبِ حیات میں

مشغول تھے وغا میں ادھر اکبرِ حسیں — بل کھا کے مثلِ مار بڑھا اک عدوئے دیں
غصے سے کف اُگلتا ہوا اور خشمگیں — لشکر کے بھاگ جانے سے غمناک و دل حزیں
گھوڑے پہ یوں کمر کو کسے تھا مصاف پر
گویا تھا ایک دیوِ قوی کوہِ قاف پر

بولا قریب آ کے یہ وہ دشمنِ احد — رکھتا ہوں خاندانِ رسالتؐ سے دل میں کد
یہ وجہ ہے جو بن گیا دل خانۂ حسد — مارا اُحد کی جنگ میں حیدر نے میرا جد
جب سے سنا تھا رہتا تھا دل پیچ و تاب میں
آتی تھی شب کو نیند نہ اس اضطراب میں

www.emarsiya.com

بولا یہ شیرِ بیشۂ حیدرؑ بصد حشم — دادا کا اپنے پائے گا ورثہ، نہ کر تو غم
دوزخ میں بھیج دیں گے تجھے اُسکے پاس ہم — گھبرا نہ اپنے دل میں کہ عرصہ رہا ہے کم
پھل دشمنیِ آلِ محمدؐ کا پائے گا
تو بھی اُسی کے پاس کوئی دم میں جائے گا

یہ سُن کے اسپ کا دہ یہ وہ پھیرنے لگا — پھرتی سے سر پہ وار کیا بڑھ کے گرز کا
اکبرؑ نے جلد کھینچ لی شمشیرِ برق زا — قبضے کو چوم کر کہا یا شاہِ لافتا
پہونچا نہ گرز فرق تک اُس بدخصال کا
یاں وار چل گیا اسدِ حق کے لال کا

کہنی سے کٹ کے ہاتھ مع گرز گر پڑا — فرمایا شاہزادے نے یہ کیا ہوا بتا
ریتی پہ کس کا ہاتھ گرا کس کا خوں بہا — باقی تو جنگ کا نہیں اب دل میں حوصلہ
اب دستِ چپ میں تیغ شرر دم سنبھال لے
جو کچھ ہوں اور جنگ کے ارماں نکال لے

اس بات پر یہ لاف زنی تھی یہ قیل و قال — کس کی ہوئی شکست، ہوا کون خوں میں لال
اک وار روکنے کی بھی تجھ کو نہ تھی مجال — میداں سے بچ کے اب کہاں جائیگا دغال
عازم فرار کا ہوا گھوڑے کو پھیر کے
لیکن کہیں نکلتا ہے پنجے سے شیر کے

بھاگا تھا ڈر کے فوج کی جانب وہ بے حیا — ٹکا پکڑ کے شیر نے زیں سے اٹھا لیا
سر سے بلند کر کے جو چکر دیا ذرا — موزے کہیں پہ، خود گراں سر کہیں گرا
پہلے تو دیں ٹکا میں عجب آن بان سے
دے ٹپکا پھر زمین پہ حیدرؑ کی شان سے

www.emarsiya.com

بولا یہ شیر بیشۂ حیدرؑ بصد حشم　　دادا کا اپنے پائے گا ورثہ، نہ کر تو غم
دوزخ میں بھیج دیں گے تجھے اُسکے پاس ہم　　گھبرا نہ اپنے دل میں کہ عرصہ رہا ہے کم
پھل دشمنیِ آلِ محمدؐ کا پائے گا
تو بھی اُسی کے پاس کوئی دم میں جائے گا

یہ سُن کے اسپ کادے پہ وہ پھیرنے لگا　　پھُرتی سے سر پہ وار کیا بڑھ کے گرز کا
اکبرؑ نے جلد کھینچ لی شمشیرِ برق زا　　قبضے کو چوم کر کہا یا شاہِ لافتا
پہونچا نہ گرز فرق تک اس بد خصال کا
یاں وار چل گیا اسدِ حق کے لال کا

کہنی سے کٹ کے ہاتھ مع گرز گر پڑا　　فرمایا شاہزادے نے یہ کیا ہوا بتا
ریتی پہ کس کا ہاتھ گرا کس کا خوں بہا　　باقی تو جنگ کا نہیں اب دل میں حوصلہ
اب دست چپ میں تیغِ شرر دم سنبھال لے
جو کچھ ہوں اور جنگ کے ارماں نکال لے

اس بات پر یہ لاف زنی تھی یہ قیل و قال　　کس کی ہوئی شکست، ہوا کون خوں میں لال
اک وار روکنے کی بھی تجھ کو نہ تھی مجال　　میداں سے بچ کے اب کہاں جائیگا اے شغال
عازم فرار کا ہوا گھوڑے کو پھیر کے
لیکن کہیں نکلتا ہے پنجے سے شیر کے

بھاگا تھا ڈر کے فوج کی جانب وہ بے حیا　　ہنکا پکڑ کے شیر نے زیں سے اُٹھا لیا
سر سے بلند کر کے جو چکر دیا ذرا　　مُہرے کہیں پہ خود گراں سر کہیں گرا
پہلے تو دیں تکانیں عجب آن بان سے
دے پٹکا پھر زمین پہ حیدرؑ کی شان سے

www.emarsiya.com

اے برقِ ذہن شعلہ فشاں شعلہ بار ہو　　اے ناوکِ خیال فلک سے بھی پار ہو
ہاں زلزلہ زمانے میں پھر آشکار ہو　　اے ذوالفقارِ فکرِ رسا آبدار ہو
یوں حال نظم ہو علی اکبرؑ کی جنگ کا
پھر جائے نقشہ آنکھوں میں حیدرؑ کی جنگ کا

ناگاہ جوش اک ستم آرا کو آگیا　　بولا یہ ابنِ سعد سے وہ دشمنِ خدا
گر حکم ہو تو جاؤں میں رن میں پئے وغا　　اُس نے کہا کہ میں بھی تجھے بھیجنے کو تھا
جس وقت فتح ہوئے گی اس شیر پر تری
بھر دوں گا سیم و زر سے اسی دم سپر تری

تو وہ جری ہے ڈرتے ہیں جس سے جوان و پیر　　تجھ سے شہید ہوگا یہ شہ کا مہِ منیر
ہوتے ہیں تیرے نام سے جرّار گوشہ گیر　　نکلا یہ سُن کے فوج سے ظالم نشانِ تیر
چھوٹے ستم شعار سے رستے صواب کے
ظلمت چلی مقابلے کو آفتاب کے

اکبرؑ کے پاس آکے یہ بولا وہ بدگماں　　قوت کا میری حال ہے ہر ایک پر عیاں
مجھ سا نہیں ہے خلق میں اب کوئی پہلواں　　لنگر ہے میرا وقتِ وغا کوہ سے گراں
بندہ معاویہ کا ، معاونِ یزید کا
ہمسر ہوں میں جہان میں دیوِ مرید کا

ہنس کر یہ شاہزادۂ کونین نے کہا　　ہے بار کوہ وقتِ وغا برگ کاہ کا
عفریت کو بھی ہم نے کیا زیر بارہا　　اس تیغ سے دبا کیے ہیں انس و جن سدا
شمشیر تیز سے، پرِ روح الامیں کٹے
چاہوں تو مثلِ ماہ کے مہرِ مبیں کٹے

www.emarsiya.com

پیچھے ہٹا کے چند قدم اپنا راہوار | بھالا سنبھالنے لگا ملعون و نابکار
نیزہ ہلا کے اُس نے کیا جو اَنی کا وار | گھوڑا پھرا کے اکبرؑ ذیشان نے ایک بار
نیزے پہ ہاتھ ڈالا تو موذی کا بَل گیا
ہلکی سی اک تکان میں بھالا نکل گیا

بھالے سے جب خفیف ہوا وہ ستم شعار | فرمایا لے نیام سے اب تیغِ آبدار
ناری نے پھیرا کاوے پہ تن کے راہوار | اور کھینچ لی نیام سے شمشیرِ شعلہ بار
نزدیک لا کے گھوڑے کے گھوڑا شریر نے
پہلو سے ہاتھ مارا کمر کا شریر نے

قربان جرأت پسرِ شاہِ بحر و بر | روکی نہ شاہزادۂ کونین نے سپر
بڑھ کر لگائی تیغ شقی کی حسام پر | پھل گر پڑا زمیں پہ یہ حاصل ہوا ثمر
ضربِ گراں کی چوٹ لعیں دل پہ سہ گیا
دستِ نجس میں قبضۂ شمشیر رہ گیا

خفت اُٹھا کے جب وہ ہٹا بانیِ جفا | بولا یہ ہنس کے دلبرِ سلطانِ کربلا
لے روک میرا وار بھی او دشمنِ خدا | فرما کے یہ لگائی جو شمشیرِ برق زا
سر سے اُتر کے تیغ رُکی آ کے زین پر
کافر دو نیم ہو کے گرا بس زمین پر

اکبرؑ نے تیغ چوم لی لے کر علیؑ کا نام | شمرِ لعیں نے دیکھ کے یہ معرکہ تمام
آواز دی یہ بڑھ کے کہ اے فوجِ روم و شام | دو پہلواں تو آ چکے دشتِ وغا میں کام
ایک ایک لڑ کے فتح نہ پائے گا شیر پر
حملہ تمام فوج کرے اس دلیر پر

www.emarsiya.com

یہ سُن کے ہر طرف سے بڑھی شام کی سپاہ آمادہ بہرِ قتل ہوئے سب وہ روسیاہ
نرغے میں ہائے گھر گیا سردارِ رشکِ ماہ دس لاکھ حملہ ور ہوئے اک تشنہ لب پہ آہ
تیروں کا مینہ برسنے لگا تشنہ کام پر
پڑتی تھیں تیغیں اکبرِ عالی مقام پر

تن تن کے تیر کھاتے تھے اکبرؑ فلک وقار زخموں کو دیکھ دیکھ کے ہنستے تھے بار بار
ہے ہے عقب سے ٹوٹ پڑی فوجِ نابکار اک ناتواں پہ پڑتی تھیں تیغیں کئی ہزار
زخموں سے جسم چور تھا اُس خوش خصال کا
خوں بہہ رہا تھا خاک پہ بانو کے لال کا

میدانِ کارزار میں تھا شورِ دار و گیر نزدیک آ گیا تھا بہت لشکرِ کثیر
حلقے میں تھا گھرا ہوا اشہ کا مہِ منیر تلواریں اک طرف سے چلیں اک طرف سے تیر
زخمی جو دیکھا شیر کو ابنِ نمیر نے
پہلو سے آ کے نیزہ لگایا شریر نے

دل کو جگر کو توڑ کے بھالا نکل گیا گھوڑے پہ جھومنے لگے ہمشکلِ مصطفےٰ
واحسرتا کہ دوسرا محشر ہوا بپا گرز اک شقی کا سر پہ پڑا وا مصیبتا
سنبھلا گیا نہ گھوڑے پہ تھرا کے گر پڑے
آواز دے کے شاہ کو غش کھا کے گر پڑے

دوڑے صدا کے سنتے ہی شاہنشہِ زماں گر گر کے بیٹھ جاتے تھے سردارِ دو جہاں
فرماتے تھے کہ ٹوٹ پڑا مجھ پہ آسماں آواز دو تم اے علی اکبرؑ گرے کہاں
آئیں کدھر کہ راہ کا ملتا پتا نہیں
اے نورِ عین آنکھوں سے کچھ سوجھتا نہیں

www.emarsiya.com

بابا کو اے شبیہِ پیمبرؐ صدا سُنا دو
ڈھونڈھوں کہاں تمہیں مہِ انور صدا سُنا دو
اے میری جان اے مرے دلبر صدا سُنا دو
آئے کہاں یہ عاجز و مضطر صدا سُنا دو
وقتِ اخیر عاجز و ناچار دیکھ لے
دم بھر سرھانے بیٹھ کے دیدار دیکھ لے

ناگاہ پہونچے لاش پہ اکبرؑ کی شاہِ دیں
دیکھا کہ غش میں خاک پہ ہیں اکبرِ حسیں
سب خون میں بھری ہوئی ہے چاند سی جبیں
جس طرح ہو شفق میں نمایاں مہِ مُبیں
زخمی پسر کو دیکھ کے دل غم سے پھٹ گیا
ایسا الم ہوا کہ کلیجہ اُلٹ گیا

منہ رکھ کے منہ پہ اکبرِ ذیشاں کے بولے شاہ
بابا سے کوئی بات کرو میرے رشکِ ماہ
اکبرؑ نے ہاتھ رکھ کے کلیجے پہ آہ آہ
حسرت سے جانبِ شہِ کونین کی نگاہ
کی عرض بات ہوتی نہیں پُر قصور سے
اب کوئی دم میں ہوتا ہوں رخصت حضور سے

اک آہِ سرد کھینچ کے سلطانِ کربلا
بولے کہ میری جان ہوئی تم سے کیا خطا
شرمندہ تم سے ہوں میں خود اے میرے مہ لقا
یہ داغ ہے کہ تم کو نہ پانی پلا سکا
پیاسے چلے ہو جانبِ کوثر پدر نثار
شکوہ نہ کرنا اے علی اکبرؑ پدر نثار

باتیں یہ کر رہے تھے ابھی شاہِ نامدار
دیکھا تو آ گیا ہے قریں وقتِ احتضار
گودی میں لے کے شیرِ جواں کو بحالِ زار
رہوار پہ لٹا دیا باچشمِ اشکبار
لی باگ اور تھام کے قلب و جگر چلے
جلدی قدم اُٹھائے شہِ بحر و بر چلے

www.emarsiya.com

بابا کو اے شبیہِ پیمبر صدا تو دو ڈھونڈھوں کہاں تمہیں سر انو صدا تو دو
اے میری جان اے مرے دلبر صدا تو دو آئے کہاں یہ عاجز و مضطر صدا تو دو
وقتِ اخیر عاجز و ناچار دیکھ لے
دم بھر سرھانے بیٹھ کے دیدار دیکھ لے

ناگاہ پہونچے لاش پہ اکبرؑ کی شاہِ دیں دیکھا کہ غش میں خاک پہ ہیں اکبرِؑ حسیں
سب خون میں بھری ہوئی ہے چاند سی جبیں جس طرح ہو شفق میں نمایاں مہِ مبیں
زخمی پسر کو دیکھ کے دل غم سے پھٹ گیا
ایسا الم ہوا کہ کلیجہ اُلٹ گیا

منہ رکھ کے منہ پہ اکبرِؑ ذیشاں کے بولے شاہ بابا سے کوئی بات کرو میرے رشکِ ماہ
اکبرؑ نے ہاتھ رکھ کے کلیجے پہ آہ آہ حسرت سے جانبِ شہِ کونین کی نگاہ
کی عرض بات ہوتی نہیں پُر قصور سے
اب کوئی دم میں ہوتا ہوں رخصت حضور سے

اک آہِ سرد کھینچ کے سلطانِ کربلا بولے کہ میری جان ہوئی تم سے کیا خطا
شرمندہ تم سے ہوں میں خود اے میرے مہ لقا یہ داغ ہے کہ تم کو نہ پانی پلا سکا
پیاسے چلے ہو جانبِ کوثر پدر نثار
شکوہ نہ کرنا اے علی اکبرؑ پدر نثار

باتیں یہ کر رہے تھے ابھی شاہِ نامدار دیکھا تو آ گیا ہے قریں وقتِ احتضار
گودی میں لے کے شیرِ جواں کو بحالِ زار رہوار پہ لٹا دیا با چشمِ اشکبار
لی باگ اور تھام کے قلب و جگر چلے
جلدی قدم اُٹھائے شہِ بحر و بر چلے

www.emarsiya.com

پہونچے جو در پہ خیمے کے شاہنشہِ زماں منکا ڈھلا تھا شیر کا، اعضا تھے نیمجاں
سوئے فلک اُٹھا تھا رُخ شاہِ انس و جاں نکلی جو تن سے روحِ علی اکبرؑ جواں
گودی میں لے کے جلد شہِ مشرقین نے
لاشِ پسر فرس سے اُتاری حسینؑ نے

مسند پہ لا کے لاش کو جس دم لٹا دیا بولے یہ دل کو تھام کے سلطانِ کربلا
بیٹا پدر کو چھوڑ چلے تم پہ میں فدا دادا کے پاس جاتے ہو اے میرے دلربا!
ہو صبر کس طرح سے کہ دل بیقرار ہے
مرنے سے تیرے زیست مجھے ناگوار ہے

بانوؑ یہ بین کرتی تھی رو کر بصد تعب دارِ فنا سے اُٹھ گئے اے لال تشنہ لب
بھیگی نہ تھیں مَسیں کہ قضا آئی ہے غضب کیونکر اکیلے قبر میں گذرے گی آج شب
اٹھارواں برس تھا کہ موت آ گئی تمہیں
بن بیاہے ستے عروسِ اجل بھا گئی تمہیں

واری گئی بتاؤ ہوئی مجھ سے کیا خطا کس بات پر خفا ہوے اے میرے دلربا!
کیوں مُنہ سے بولتے نہیں ہمشکلِ مصطفےٰؐ ماں صدقے جائے خواب سے چونکو تو اک ذرا
کیسی یہ نیند ہے مرے دلبر جواب دو
ﷲ اے شبیہِ پیمبرؐ جواب دو

وسواس مجھ کو آتا ہے دلبر جواب دو کچھ مُنہ سے بولو اے مرے صفدرؑ جواب دو
بہرِ خدا برائے پیمبرؐ جواب دو کیا شور ہے ہوئے علی اکبرؑ جواب دو
غفلت کی نیند سچ ہے جوانی میں ہوتی ہے
کیونکر خبر ہو تم کو کہ ماں جان کھوتی ہے

www.emarsiya.com

ٹھارویں برس مرے کڑیل جواں چلے — باغِ جہاں سے اے مرے سروِ رواں چلے
بے آس کر کے ماں کو کدھر میری جاں چلے — اے میرے نامراد پُر ارماں کہاں چلے
جنگل میں یا کہ گلشنِ جنّت میں جاؤ گے
واری بتاؤ کون سی بستی بساؤ گے

یہ کہہ کے غش جو ہوگئی بانوے نیکنام — جلدی اُٹھا کے لاشِ پسر سرورِ انام
خیمے سے قتل گاہ کی جانب چلے امام — مقتل میں لائے لاشِ پسر شاہِ تشنہ کام
بھر آیا دل تو رونے لگے شہ پکار کے
نالے فلک پہ پہونچے دلِ بے قرار کے

میت لٹا کے خاک پہ شبیرِ نامدار — بولے یہ رو کے اے علی اکبرؑ ترے نثار
جلتی زمیں یہ اور یہ ترا ہائے جسم زار — لو الوداع جاتا ہے مظلوم و دلفگار
دُنیا میں اور چند نفس اب ہیں گے ہم
گذرے گی جو، وہ خلد میں تم سے کہیں گے ہم

کامل قلم کو روک لے اور ہاتھ کو اُٹھا — دربارِ کبریا میں یہ کر رو کے التجا
یارب پئے شہادتِ ہمشکلِ مصطفےٰ — رہ جائے ذاکروں میں مرا نام بھی سدا
ذرّہ بھی پھر تو ہم شرفِ آفتاب ہو
یہ نظم گر قبولِ رسالت مآبؐ ہو